

اشارات

قرآن و سنت کا پیغام

پروفیسر خورشید احمد

انسانوں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا کوئی شمار نہیں لیکن مالک کی ان بے حساب نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت وہ ہدایت ہے جو اس نے اپنے بندوں کو، جینے کا سلیقہ اور مرنے کے آداب سکھانے کے لیے مرحمت فرمائی ہے۔ یہ ہدایت اشرف المخلوقات بننے کے لیے انسان کی رہنمائی فرماتی ہے۔ یہ جو انسان اور حیوان کے درمیان وجہ تمیز ہے اور اس کے ذریعے انسان تاریکیوں سے روشنی کی طرف سفر کر سکتا ہے، زندگی کے معانی اور کائنات کی حقیقت سے روشناس ہوتا ہے اور خدا کی اس زمین پر اپنا حقیقی کردار ادا کرنے کے لائق بنتا ہے تاکہ آخرت کی زندگی میں کامیاب و کامران ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں انسان کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کا کھل اہتمام فرمایا ہے۔ جسم و جان کے رشتے کو برقرار رکھنے کے لیے جن جن وسائل کی ضرورت ہے وہ زمین و آسمان میں ودیعت کر دیے گئے ہیں۔ ان سے استفادہ کرنے کی صلاحیتوں سے انسان کو آراستہ کیا گیا ہے اور سب سے بڑھ کر اس کی روحانی، اخلاقی، ذہنی اور تمدنی و تمدنی ترقی کے لیے وہ ہدایت اور رہنمائی اپنی کتابوں اور اپنے انبیاء کے ذریعے فراہم فرمائی ہے جس پر عمل پیرا ہو کر وہ دنیا اور آخرت میں انتہائی بلندیوں کو حاصل کر سکتا ہے۔

زمین پر آدم کے سفر کے آغاز ہی میں اسے اس نعمت سے فیض یاب کر کے کامیابی کے راستے کی نشان دہی فرمادی کہ جو اس ہدایت کے مطابق زندگی گزارے گا وہی کامیاب رہے گا۔

فَمَا يَأْتِيَكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ (البقرہ ۲: ۳۸-۳۹) پھر جو میری طرف
سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے، تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے لیے

کسی خوف و رنج کا موقع نہ ہوگا، اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے، وہ آگ میں جانے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

ہدایت اور رہنمائی کا یہ نظام ازل سے جاری ہے اور ابد تک قائم رہے گا۔ اللہ کے تمام رسول اور نبی اپنے اپنے دور میں اللہ کی کتاب اور اس کی روشنی میں اپنی تعلیم اور مثال کے ذریعے یہ رہنمائی فراہم کرتے ہیں اور اس ہدایت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنی آخری اور مکمل ترین شکل میں انسانیت کو قیامت تک کے لیے فراہم کر دیا گیا۔ قرآن اور سنت نبویؐ روشنی کا ایک ایسا مینار ہے جو زمین پر انسانی زندگی کے آخری لمحے تک تابندہ رہے گا اور جس کے ذریعے انسان دنیا میں حیات طیبہ کے حصول اور آخرت میں نہ ختم ہونے والی کامیابی حاصل کر سکیں گے۔ (مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل: ۹۷) جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں ایسے لوگوں کو ان کے اجر، ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔

یہ انسانیت کے لیے اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے جو اس کی رحمت کی بھی مظہر ہے۔ بلاشبہ اس نعمت کے وہی مستحق ہیں جو کتاب و سنت کی اس رہنمائی کو مضبوطی سے تھام لیتے ہیں اور اس آب حیات سے زندگی کو سیراب کرتے ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (آل عمران: ۱۶۴)

درحقیقت اہل ایمان پر اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انھی میں سے ایک پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات انھیں سکھاتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے، اور ان کو کتاب اور داناتی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے ہی لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

قرآن ہی اصل ہدایت ہے اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی اس کا وظیفہ ہے۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلسَّبِيْلِ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنْ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل: ۹۷)

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے، جو لوگ اسے مان کر بھلے کام کرنے لگیں انھیں یہ بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے۔

قرآن ہی وہ نور ہے جو دلوں کو روشن کرتا ہے اور زندگی کی پوری شاہ راہ کو تانیاک کر کے صراط مستقیم پر انسان کی پیش قدمی کو یقینی بنا دیتا ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر چلنے سے دنیا بھی منور اور آخرت بھی منور!

اللہ، اس کے رسولوں اور آخرت پر ایمان کا دعویٰ تو سب ہی الہامی ادیان کے پیرو کرتے ہیں لیکن جو چیز امت مسلمہ کو دوسروں سے ممتاز اور ممتاز کرتی ہے وہ قرآن اور اس سب سے سچے انسان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے جس پر قرآن نازل ہوا اور جو قرآن کا سراپا تھا۔ توحید، رسالت اور آخرت کا بھی وہی تصور معتبر ہے جو پہلے قرآن اور صاحب قرآن نے پیش کیا ہے۔ یہی حق و باطل کی کسوٹی اور فرقان ہے۔ ہدایت کا اب ایک اور صرف ایک منبع ہے اور وہ قرآن اور سنت صاحب قرآن ہے۔ یہی ماضی میں ملنے والی ہدایت کا مصدق اور مہمکن ہے اور یہی مستقبل کے لیے مشعل راہ۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ ازلی اور ابدی کلام ہے جو اس نے اپنے سچے اور آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ یہ اللہ کی طرف سے بھیجی جانے والی ہدایت کا مجموعہ ہے۔ اس میں عقائد، عبادات، انفرادی و اجتماعی اخلاق اور نجی اور تہذیبی زندگی کے لیے وہ رہنمائی فراہم کی گئی ہے جو وحی کے سوا کسی اور ذریعے سے حاصل نہیں کی جاسکتی۔ یہ علوم و معارف کا گلدستہ ہی نہیں، ادا مرد نواہی اور وعدہ و وعید کا کامل مرقع ہے اور انبیاء سابقین پر نازل ہونے والے صحیفوں اور کتب کا عطر اور خلاصہ ہے۔ قوموں کے عروج و زوال کے اصول و اسباب بھی اس میں اس طرح بیان کر دیے گئے ہیں کہ ماضی سے عبرت حاصل کی جاسکے اور مستقبل کی تعمیر حق و انصاف اور خیر اور صداقت کی بنیادوں پر کامیابی سے کی جاسکے۔

قرآن نے خود اپنے کو جن ناموں اور صفات سے روشناس کرایا ہے ان کی تعداد ۵۰ (کچھ دوسرے اصحاب تحقیق کی رائے میں ۹۹) ہے جو ان پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں جن سے قرآن اور اس کا پیغام عبارت ہے۔ خود قرآن کے پیغام کو سمجھنے اور اس سے صحیح بنیادوں پر رشتہ استوار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ قرآن خود اپنے کو کس رنگ میں پیش کرتا ہے اور ان کی روشنی میں انسانی زندگی میں اس عظیم کتاب کا کیا کردار سامنے آتا ہے۔

پانچ ناموں کا قرآن میں بکثرت ذکر ملتا ہے: القرآن (وہ صحیفہ جو پڑھا جاتا ہے)، الکتب (وہ مجموعہ جو مرتب و مدون ہے اور جو قانون کا درجہ رکھتا ہے)، الفرقان (وہ جو حق و باطل کے درمیان خط امتیاز کھینچتا ہے اور ان کے لیے کسوٹی کی حیثیت رکھتا ہے)، اور الذکوہ (جو نصیحت اور یاد دہانی کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لیے پند و نصائح سے عبارت ہے)، اور الہدی یعنی ہدایت کے اور رہنمائی۔

قرآن کا مرکزی موضوع انسان کی ہدایت ہے، اس لیے اسے الہدی قرار دیا گیا ہے۔ ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (البقرہ د ۲:۲) یہ اللہ کی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں، ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرًا لِّلْمُؤْمِنِينَ ○

(البقرہ ۲: ۹۷) جبرئیل نے اللہ ہی کے اذن سے یہ قرآن تمہارے قلب پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق و تائید کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور کامیابی کی بشارت بن کر آیا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ (البقرہ ۲: ۱۸۵)۔
 رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہے۔

قرآن کتاب ہدایت ہے اور الہدی ہونے کے لیے جس جس شرط اور صفت کی ضرورت تھی، ان سب کی جامع ہے۔

۱- ہدایت کے لیے سب سے پہلی ضرورت یہ تھی کہ وہ خالق کائنات کی طرف سے ہو، کسی انسان یا انسانوں کے ذہن کی پیداوار نہ ہو۔ قرآن صرف اللہ کا کلام اور اس کی نازل کردہ وحی کا مجموعہ ہے جس میں نہ ایک شوشے کا اضافہ ہوا اور نہ کمی۔ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ (المومن ۲: ۳۰) اس کی کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے، سب کچھ جاننے والا، تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لِأَرْبَابٍ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (السجدہ ۲: ۳۲) اس کتاب کی تنزیل بلاشبہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ (الحجر ۹: ۱۵) رہا یہ ذکر، تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

۲- ہدایت کے لیے ضروری تھا کہ وہ علم اور حق پر مبنی اور علم اور حق کا مرقع ہو جسے ثبات اور دوام حاصل ہو اور جو مرور زمانہ سے متاثر نہ ہو بلکہ زمانے کا صورت گر ہو۔ وَلَقَدْ جِئْتَهُم بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ (الاعراف ۷: ۵۲) ہم ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں جس کو ہم نے علم کی بنا پر مفصل بنایا ہے اور جو ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا وَعَرَبِيًّا ۖ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۚ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَّلِيٍّ وَلَا وَاقٍ ۝ (الرعد ۳: ۳۷) اس ہدایت کے ساتھ ہم نے یہ فرمان عربی تم پر نازل کیا ہے اگر تم نے اس علم کے باوجود جو تمہارے پاس آچکا ہے، لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلے میں نہ کوئی تمہارا حامی و مددگار ہے اور نہ کوئی اس کی پکڑ سے تم کو بچا سکے گا۔ اَللَّهُ الَّذِي أُنزِلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۖ (الشوریٰ ۱۷: ۳۲) وہ اللہ ہی ہے جس نے حق کے ساتھ یہ کتاب اور میزان نازل کی ہے۔ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۖ (البقرہ ۲: ۱۷۶) اللہ نے تو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق کتاب نازل کی تھی۔

۳- ہدایت کے لیے ضروری ہے کہ وہ صرف شک و شبہ سے بالا ہی نہ ہو بالکل صاف اور واضح ہو۔

کھلی کھلی نشانیوں سے عبارت، اس کی رہنمائی دو اور دو چار کی طرح نمایاں اور حق کے ہر محتلاشی کے لیے کھلی کتاب کے مانند ہو۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بَيِّنَاتٍ لِّكُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ (النحل: ۱۶: ۸۹) ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کر دی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور ہدایت و رحمت اور بشارت ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ كِتَابٌ فَصَّلَتْ آيَتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ (حم السجده: ۳۱-۳۰) ایک ایسی کتاب جس کی آیات خوب کھول کر بیان کی گئی ہیں، عربی زبان کا قرآن، ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔ بشارت دینے والا اور ڈرا دینے والا۔ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (المائدہ: ۵: ۱۵-۱۸) تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آگئی اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں، سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے ان کو اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

۳- ہدایت ہی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی اور صحیح اور غلط کے لیے کسوٹی ہے۔ یہی وہ میزان ہے یعنی اللہ کی شریعت جو ترازو کی طرح تول کر صحیح اور غلط، حق اور باطل، ظلم اور عدل، راستی اور ناراستی کا فرق واضح کر دیتی ہے اور یہی وہ قانون حیات اور دستور زندگی فراہم کرتی ہے جس پر چل کر انسان دنیا میں کامیاب اور آخرت میں سرخرد ہو سکتا ہے۔ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ (الحديد: ۵: ۲۵) اور ان یعنی رسول کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔ تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (الفرقان: ۱: ۲۵) نہایت معتبر ہے وہ ذات جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا تاکہ سارے جہاں والوں کو خبردار کر دینے والا ہو۔

۵- یہ ہدایت نور کا سرچشمہ اور روشنی کا اصل منبع ہے۔ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ ۖ يَخْرِجُكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۗ (الحديد: ۵: ۹) وہ اللہ ہی تو ہے جو اپنے بندے پر صاف صاف آیات نازل کر رہا ہے تاکہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ (ابراهيم: ۱: ۱۲) اے محمدؐ، یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ، ان کے رب کی توفیق سے اس خدا کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔

۶- یہ ہدایت تمام روحانی اور اخلاقی بیماریوں کا علاج اور ان کے لیے شفا کا نسخہ ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۗ (بنی اسرائیل: ۸۲: ۸۱) ہم اس قرآن کے سلسلہ تنزیل میں وہ کچھ

نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

۷۔ ہدایت سے کامیابی کا رشتہ ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ ہے ایمان، قبولیت اور اطاعت کا۔ اس کا لازمی حصہ یہ ہے کہ اس ہدایت پر خود بھی عمل کیا جائے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کا اہتمام بھی کیا جائے کہ حق، نور، میزان اور نسخہ شفا کا یہ فطری تقاضا اور مطالبہ ہے۔ وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكًا فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ○ (الانعام: ۶: ۱۵۵) اور یہ کتاب ہم نے نازل کی، ایک برکت والی کتاب، پس تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ کی روش اختیار کرو، بعید نہیں کہ تم پر رحم کیا جائے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكِتَابَ الَّذِي نَزَّلْنَا (النساء: ۴: ۴۷) اے وہ لوگو جنہیں کتاب دی گئی تھی، جان لو اس کتاب کو، جو ہم نے اب نازل کی ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ○ (الزمر: ۳۹: ۲) (۱۷۱ نبی) یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف برحق نازل کی ہے، لہذا اللہ ہی کی بندگی کرو، دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ وَالَّذِينَ يُضَيِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نَضِيعُ أَجْرَ الْمُضِلِّينَ ○ (الاعراف: ۷: ۱۷۰) جو لوگ کتاب کی پابندی کرتے ہیں اور جنہوں نے نماز قائم کر رکھی ہے یقیناً ایسے نیک کردار لوگوں کا اجر ہم ضائع نہیں کرتے۔ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ط (النساء: ۴: ۱۰۵) اے نبی، ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ جو راہ راست اللہ نے تمہیں دکھائی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ وَأَوْحَىٰ إِلَيْنَا هَذَا الْقُرْآنَ لِأُنذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ ط (الانعام: ۶: ۱۹) اور یہ قرآن میری طرف بطور وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے سب کو متنبہ کر دوں۔ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعَبِدِ ○ (ق: ۵۰: ۴۵) پس تم اس قرآن کے ذریعے ہر اس شخص کو نصیحت کرو جو میری تنبیہ سے ڈرے۔ وَلَقَدْ يَسْرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ ○ (القمر: ۵۴: ۱۷) ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان ذریعہ بنا دیا ہے، پھر کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔

ہدایت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ ممکن نہیں لیکن قرآن کے الہدی ہونے کے چند پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس سے اس بابرکت کلام کی اصل حقیقت کو سمجھنے میں مدد ملے گی، اس سے اپنا تعلق جوڑنے کی بنیادوں کی تعظیم ہوگی اور اس عظیم کتاب کے پیغام اور مشن تک رسائی میں مدد ملے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن ایک کتاب ہدایت اور انسانی زندگی اور تاریخ انسانی میں انقلاب برپا کرنے والی دعوت اور تحریک کا داعی ہے۔ قرآن کی بنیادی دعوت ہی یہ ہے کہ انسان اللہ کا بندہ بن جائے، اس کے سوا کسی کو اللہ نہ بنائے، کس دوسرے کی بندگی نہ کرے، عبادت اور اطاعت کو صرف اللہ کے لیے خالص

کرے، دنیا کو مطلوب نہ بنائے اور آخرت کی کامیابی پر نگاہ کرے، اس سے دنیا بھی بنے گی اور آخرت بھی۔ کش مکش حیات سے گریزاں نہ ہو اور حق و باطل کی جنگ میں حق کا علم بردار اور ظلم، باطل اور طاغوت سے نکل لینے کے لیے تیار ہو جائے۔ اللہ کے حقوق کے ساتھ بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرے اور ان میں سب سے بڑے حق۔۔۔ ہدایت میں شرکت اور زندگی کی تاریکیوں کو اللہ کے نور سے منور کرنے کی سعی کرے۔ خیر کی طرف دعوت دے، نیکیوں کا حکم کرے اور برائیوں کو نیست و نابود کرنے کی جدوجہد کرے۔۔۔ یہی وہ جدوجہد ہے جس میں بندہ قرآن کے پیغام کو ٹھیک ٹھیک سمجھ سکے گا، اور ہر قدم پر قرآن کو اپنا راہنما اور ساتھی پائے گا۔ قرآن جمادِ مسلسل کی دعوت دیتا ہے اور یہ اس کے ہدایت ہونے کا لازمی اور منطقی تقاضا ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سنت میں قرآن کا یہی سراپا دیکھا جاسکتا ہے۔ غار حرا میں اللہ نے اپنے بندے کو جس ہدایت کا آغاز اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (پڑھو اے نبی، اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا) کی شکل میں کیا تھا اور پھر قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبُّكَ فَكَبِّرْ (اٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو) کے حکم سے اللہ کے باغیوں اور خود اپنے پیدا کرنے والے سے غافل ہو جانے والوں کو بیدار کرنے اور رب کی بندگی اور طاغوت سے بغاوت کے جس راستے کی طرف پوری انسانیت کو بلانے کی تحریک کا آغاز کیا تھا، وہی اللہ کی سنت، اللہ کے رسول کا طریقہ اور منبع ہے۔ قرآن کش مکش کی اس زندگی کے لیے راہنما، ہدایت اور نقشہ کار فراہم کرتا ہے۔ قرآن کی اس حقیقت کو سمجھے بغیر نہ اس سے استفادہ ممکن ہے اور نہ اس کے بتائے ہوئے طریقے کو سمجھا اور قائم کیا جاسکتا ہے۔

یہ شہادت کہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

قرآن کا پیغام بڑا مختصر، بڑا واضح اور بڑا انقلاب آفرین ہے اور اگر دریا کو کوزے میں بند کیا جاسکتا ہے تو اس پیغام کو ایک جملے میں اس طرح ادا کیا جاسکتا ہے کہ کونوا عباد اللہ اے لوگو، اللہ کے بندے بن جاؤ۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرہ ۲: ۲۱) لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے رب کی، جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں، ان سب کا خالق ہے۔ تمہارے بچنے کی توقع اسی صورت سے ہو سکتی ہے۔

اہل کتاب کو خطاب کر کے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان سے پوری انسانیت کو دعوت کے مرکزی نکتے کی

طرف بلاتا ہے۔ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ ۚ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ (ال عمران ۳: ۶۴) آؤ ایک اسی بات کی طرف جو ہمارے تمہارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں اور ہم سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔ اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو کہ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف خدا کی بندگی اور اطاعت کرنے والے) ہیں۔

قرآن و سنت کا اصل پیغام اور دعوت، اللہ اور صرف اللہ کی بندگی کا راستہ اختیار کرنا ہے جس کے لیے لازم ہے کہ عبودیت، ہدایت اور اطاعت سے ہر اس مرکز سے برأت کا اعلان ہو جو اللہ کا باغی ہو۔ جھوٹے خداؤں اور معبودوں کا انکار بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا ایک اللہ کا اقرار (لا الہ الا اللہ) اور اسی کی تشریح قرآن میں بار بار کی گئی ہے کہ:

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ ۙ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۗ لَا انفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ (البقرہ ۲: ۲۵۶) جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سارا تمام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ (جس کا سارا اس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۗ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۗ (النحل ۲: ۳۶) ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعے سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی اختیار کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔۔۔ اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہو گئی۔ وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ ۗ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْأَتَابُ ۝ (الزمر ۳۹: ۱۷-۱۸) جن لوگوں نے طاغوت کی بندگی سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کر لیا ان کے لیے خوش خبری ہے۔ پس (اے نبی!) بشارت دے دو میرے ان بندوں کو جو بات کو غور سے سنتے ہیں اور اس کے لیے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت بخشی ہے اور یہی دانش مند۔

قرآن کی دعوت کا اصل ہدف اللہ کے بندوں کو صرف اللہ کی بندگی کی طرف بلانا ہے اور اطاعت اور بندگی ان تمام سلسلوں کو پاش پاش کرنا ہے جن میں انسان گرفتار رہے ہیں خواہ وہ نفس اور اپنی عو خواہشات کی بندگی ہو یا دوسرے انسانوں، اقتدار کے سرچشموں اور اربابا من دون اللہ کی اطاعت اور ان کے آگے سپردگی۔

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ خُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ ۝ (البینہ ۵:۹۸) اور ان لوگوں کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۗ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ۝ (النمر ۱۲:۱۱-۱۳) (اے نبی!) ان سے کہو، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس کی بندگی کروں، اور مجھے حکم دیا گیا کہ سب سے پہلے خود مسلم بنوں۔

إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ۗ أَمَرَ إِلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۗ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (یوسف: ۳۰:۱۲) فرماں روائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔ اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیک اور سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

قرآن کا پیغام بہت صاف اور واضح ہے۔ حکم، بندگی اور اطاعت صرف اللہ کے لیے ہے۔ کوئی اور کسی درجے میں بھی اس کا سزاوار نہیں۔ اللہ کی بندگی کا دعویٰ اور غیر اللہ کی اطاعت اور اللہ کے باغیوں کے طریقوں، قوانین اور روایات کی پیروی ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔ یہ تضاد اور تناقض ہے جس سے ایک مسلمان کی زندگی کو پاک ہونا چاہیے۔ قرآن انسان کو تمام آستانوں سے کاٹ کر صرف ایک اللہ کی بارگاہ میں سجدے کی تعلیم دیتا ہے اور انسان کی پوری زندگی کو اللہ کے رنگ میں رنگنے کی تلقین کرتا ہے۔ اللہ کے بندوں کے بارے میں بلاخوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ:

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

قرآن و سنت اپنے ماننے والوں کی زندگی کو دو رنگی اور منافقت سے پاک دیکھنا چاہتے ہیں۔ قرآن کا مطالبہ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ (البقرہ ۲:۲۰۸) اے ایمان والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آجاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

أَفْتَوْمُنُونَ بِنِعْمِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضِ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ (البقرہ ۲:۸۵) تو کیا تم

کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ انکار کی روش اختیار کرتے ہو۔ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیے جائیں؟ اللہ ان حرکات سے بے خبر نہیں جو تم کر رہے ہو؟

زبان سے اقرار اور عمل سے انکار بھی بندگی اور اطاعت شعاری سے مطابقت نہیں رکھتا۔ قرآن کا صاف اعلان ہے کہ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ (الص ۶۱: ۲-۳) اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کو وہ بات جو کرتے نہیں۔

ایمان اور عمل صالح ایک ہی سکے کے دو رخ اور ایک ہی تصویر کے دو پہلو ہیں۔ قول و فعل کا تضاد یا اللہ کے احکام میں رد و قبول کی روش کفر اور منافقت کی شکلیں ہیں، اہل ایمان کا طریقہ نہیں۔ قرآن کا پیغام تو یہی ہے کہ خدا کے مخلص بندے بن جاؤ، اس کی اطاعت کو اپنا شعار بنا لو اور اس طرح صبغة اللہ میں یک رنگ ہو جاؤ کہ تمہیں دیکھ کر لوگ پکار اٹھیں کہ یہ ہیں عباد الرحمن۔

قرآن و سنت سے جن کا رشتہ ایمان، اخلاص اور وفاداری کا ہے وہ زندگی کا جو اسلوب اختیار کرتے ہیں اسے قرآن ربانیوں (اللہ والوں) کے پیار بھرے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ یہ بندے اور اللہ کے درمیان ایک گہرے اور قریبی رشتے کی نشان دہی کرتا ہے۔ یہ ہر آستانے کو چھوڑ کر اپنے رب حقیقی کے دامن کو تھامنے والے ہیں، اسی کی رضا کے متوالے، اسی کے احکام کے پابند، اور اسی کی خوشنودی کے طالب۔ جن باتوں سے وہ خوش ہو ان کے لیے حریص، جن امور سے وہ ناخوش ہو، ان سے اجتناب اور نفرت، ان کا طریقہ ہے۔ ہر کام اور ہر معاملے میں اللہ کی یاد اور اس کی رضا کی تلاش، ان کا وظیرہ ہے۔ ان کی جو تصویر قرآن پیش کرتا ہے وہ بکتی حسین اور دل کش ہے۔ اللہ کا نبی ان کو رب کا بندہ بننے کی دعوت دیتا ہے۔

كُونُوا رَبَّيْنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۚ (ال عمران ۷۹: ۳) (اے لوگو) سچے ربانی بنو جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔

ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا لِيَسِيَّمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ط (الفتح ۲۹: ۳۸) وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں، تم جب دیکھو گے انہیں رکوع و سجود اور اللہ کے فضل اور خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے۔ سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔

وہ جو کام بھی کرتے ہیں صرف رب کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝
وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝ (البیل ۲۰:۲۱-۲۰) وہ تو صرف اپنے رب برتر کی رضا جوئی کے لیے یہ کام کرتا ہے اور
ضرور وہ (اس سے) خوش ہوگا۔

اہل ایمان کی محبت کا مرکز و محور ان کا رب ہوتا ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۝ (البقرہ ۲: ۱۶۵) اور
جو اہل ایمان ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ سے محبت رکھنے والے ہیں۔

ان کی دعا اور کوشش یہی ہوتی ہے۔ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ
وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَذْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ۝ (النمل ۷: ۱۹) اے میرے رب!
مجھے قابو میں رکھو کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے
اور ایسا عمل صالح کرو جو تجھے پسند آئے اور اپنی رحمت سے مجھ کو اپنے صالح بندوں میں داخل کر۔

ان کی کوشش تو یہ ہوتی ہے کہ نیکیوں کے حصول کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لینے کی کوشش
کریں (سابقوا فی الخیرات) اور بعض کے لیے ہدف اور نمونہ مالک کا یہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ ۝ أَعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝
الَّذِينَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَظْمِئِينَ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۝ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ
إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۝ وَمَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُ ۝ وَلَا يَأْتِيهِمْ
يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ (ال عمران ۳: ۳۳) دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور
اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور وہ ان خدا ترس لوگوں کے لیے
مہیا کی گئی ہے جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بد حال ہوں یا خوش حال، جو غمے کو پی جاتے ہیں
اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔۔۔ اور جن کا حال یہ ہے
کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں
تو معاً اللہ انہیں یاد آجاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے سوا اور
کون ہے جو گناہ معاف کر سکتا ہو۔۔۔ اور وہ کبھی دانستہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے۔

یہ ہوتی ہے ربانیوں کی کیفیت دل اور یہ ہے ان کا طریقہ۔۔۔ یہ وہ طریقہ ہے جس کے قرآن و سنت
داعی ہیں۔ اللہ سے محبت، اس کی رضا کی طلب، اس کی جنت کا شوق، اس کے عذاب سے پناہ کی سعی و
جدد، اس کے بندوں کی خدمت، خطا پر ندامت اور رب سے مغفرت اور عفو و درگزر کی التجا اور تڑپ۔

اس دل پہ خدا کی رحمت ہو جس دل کی یہ حالت ہوتی ہے

اک بار خطا ہو جاتی ہے، سو بار ندامت ہوتی ہے

ربانیوں کی جو تصویر قرآن و سنت میں نظر آتی ہے اس کا کوئی تعلق رہبانیت اور ترک دنیا سے نہیں۔ اللہ والے تو اللہ کے بندوں کے درمیان زندگی گزارتے ہیں۔ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی دنیوی ضرورتوں کو بھی پورا کرتے ہیں اور ان کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے بھی سرگرم عمل رہتے ہیں۔ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ النَّحِيمِ ۶:۲۶) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن محض انسان اور پتھر ہوں گے۔ صلہ رحمی اور انسانوں سے شفقت اور محبت ان کا شکار ہوتا ہے۔ امام رازی نے معروف کی تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں اس طرح کی ہے التعظیم لامر اللہ والنفقة على خلق اللہ یعنی خدا کے احکام کی تعظیم اور خدا کی مخلوق پر شفقت اللہ والوں کی اصل شان ہے۔ وہ نہ زندگی کی مشکلات سے کنارہ کش ہوتے ہیں اور نہ ظلم اور فساد کے آگے ہتھیار ڈالتے یا ان سے سمجھوتہ کرتے ہیں۔ ان کی روش امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ہوتی ہے اور ظلم، فسق، ناانصافی اور فساد کے خلاف جماد ان کی نگاہ میں رضائے الہی کے حصول کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا تزکیہ قلب کے لیے اذکار و اوراد۔ اس لیے کہ اس قرآن کا حکم ہے کہ:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاءُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ ۙ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَبِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِينٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَضَّوْا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ (التوبہ ۹:۲۴) اے نبی! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز واقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔

نیکی اور تقویٰ کے معاملات میں تعاون اور گناہ اور زیادتی کی صورت میں عدم تعاون قرآن کا واضح حکم ہے۔ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۗ (المائدہ ۵:۲) جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔ قرآن ان لوگوں کی اطاعت سے روکتا ہے جو اللہ کی حدود کو توڑنے والے اور زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں۔ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُشْرِكِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝ (الشعرا ۱۵۱:۱۵۲) ان بے لگام لوگوں کی اطاعت نہ کرو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور کوئی اصلاح نہیں کرتے۔

اس طرح خود اللہ کے رسولؐ کو اللہ کے نافرمانوں کی بات ماننے سے روکا گیا ہے۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آيْمًا أَوْ كَيْفُورًا ○ (الدھر ۷۶: ۲۳) تم اپنے رب کے حکم پر صبر کرو اور ان میں سے کسی بد عمل یا منکر حق کی بات نہ مانو۔

قرآن جس طرز زندگی کی دعوت دیتا ہے وہ حق پرستی اور انصاف پروری کی زندگی ہے اور یہی چیز اسوہ محمدیؐ اور سنت نبویؐ کو روایتی مذہب سے مختلف بناتی ہے۔ غار حرا کی خانقاہ میں جو پیغام اللہ کے رسولؐ کو ملا وہ دنیا کو اللہ کی ہدایت کے مطابق بدلنے اور انسانی زندگی اور تہذیب عالم کی نئی شیرازہ بندی کا تھا، خلوت نشینی اور ترک دنیا کا نہیں۔ اللہ نے قرآن کی شکل میں اپنے نبیؐ کو ایک نسخہ کیمیا سے نوازا جس سے اس نے انسانیت کے امراض کا علاج کیا اور ایک خدا شناس انسان، محافظ عصمت خاندان، اور ایک انصاف پر مبنی معاشرے اور ریاست کے قیام کی جدوجہد کا آغاز کیا۔

در شبستان حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید

گویا

ولایت، پادشاهی، علم اشیا کی جماعگیری
یہ سب کیا ہیں؟ فقط اک نکتہ ایمان کی تفسیریں

یہ انسان اور معاشرے کا نیا ماڈل اور نمونہ ہے جو قرآن اور سنت نبویؐ نے عالم انسانیت کے لیے پیش کیا۔ اس کی بڑی حقیقت پسندانہ عکاسی ایک رومی سیاح نے مسلمانوں کے اولین دور کا پچشم سر نظر کر کے ایک جملہ میں یوں کی تھی کہ رہبان فی اللیل و فرسان فی النصار۔ یعنی یہ مسلمان رات کو راہب معلوم ہوتے ہیں کہ اللہ کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں اور دن کو یہ شہسوار بن جاتے ہیں اور اپنے نیزے بھالے درست کرتے ہیں۔

قرآن و سنت کے پیغام کا سب سے نمایاں پہلو ہی یہ ہے کہ اس نے فرد اور جماعت کی اخلاقی اور روحانی اصلاح و ترقی کو خیر کے فروغ، نیکیوں کے قیام اور انسانی معاشرے کو برائیوں سے پاک کرنے کا ذریعہ بنایا۔ ایمان کی بنیاد پر ایک جماعت اور قوم کو وجود بخشا، زندگی کے پورے نقشے کو اللہ کی ہدایت اور قانون کے تابع کیا۔ شریعت کی رہنمائی صرف عقائد، عبادات اور ذاتی اخلاق تک محدود نہیں ہے بلکہ تجارت، معاشرت، سیاست، مالیات، اجتماعیت، عالم گیریت سب پر حاوی ہے۔ قرآن و سنت جہاں عقائد اور عبادات کی تصحیح و تعین کی خدمت انجام دیتے ہیں وہیں انسانی زندگی کے ہر پہلو اور تہذیب و ثقافت کے ہر معاملے

کی بھی حتابندی کرتے ہیں اور اس طرح انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ہر شعبہ نور ہدایت سے منور ہو جاتا ہے۔

قرآن تاریخ انسانی کی وہ واحد کتاب ہے جس نے انسان کا ایک نیا نمونہ ہی تیار نہیں کیا بلکہ عقیدے کی بنیاد پر ایک قوم اور ایک معاشرہ، ایک ریاست، ایک نئی تہذیب کو بھی قائم کیا جس نے انسانی تاریخ کے نقشے کو بدل کر رکھ دیا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قرآن محض ایک کتاب نہیں، ایک دعوت اور پیغام ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کی بنیاد پر ایک امت قائم کی جو تاقیامت اس مشن کے لیے جدوجہد کرتی رہے گی جو اس کا مقصد وجود ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ (البقرہ ۱۴۳:۲) اور اسی طرح ہم نے مسلمانوں کو ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ (آل عمران ۱۱۰:۳) اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

یہ ہے اس امت کا مشن، یہ ہے ہر مسلمان کا نصب العین، قرآن و سنت کا اصل پیغام ہی یہ ہے کہ اللہ کے بندے بنو، اللہ کے دین کو انسانیت تک پہنچانے کے لیے سرگرم عمل ہو جاؤ، اپنے اخلاق، اپنی انفرادی زندگی اور کردار اور اپنے اجتماعی نظام کی شکل میں بہترین نمونہ پیش کرو۔ اللہ کے تمام بندوں کو اللہ کی اطاعت و بندگی کے راستے کی طرف بلاؤ۔ فساق و فجار کے ظلم و طغیان سے انسانیت کو نجات دلانے کے لیے سردھڑکی بازی لگا دو۔ اسی جدوجہد کا نام جمادنی سبیل اللہ ہے اور اس کے لیے دنیا میں سب کچھ لگا دینا مسلمان کی معراج اور اس کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ بَيْعَاتٍ تُجْبِكُمْ مِنْ عَذَابِ آلِيمٍ ۚ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۗ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ يُغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسْكِنٍ طَيِّبَةٍ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۚ وَأَخْزَىٰ تُحِبُّونَهَا ۗ نَصْرًا مِنَ اللَّهِ وَفَتْحًا قَرِيبًا ۗ وَبَشِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ (الصف ۱۰:۱۱۳-۱۱۴) اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب الیم سے بچا دے؟ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور

ابدی قیام کی جنتوں میں بہترین گھر تمہیں عطا فرمائے گا۔ یہ ہے بڑی کامیابی۔۔۔ اور وہ دوسری چیز جو تم چاہتے ہو وہ بھی تمہیں دے گا، اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب ہی حاصل ہونے والی فتح۔ اے نبی! اہل ایمان کو اس کی بشارت دے دو۔

قرآن کا پیغام، رب کی بندگی اور رب کی رضا کے لیے اس کے دین کے غلبے اور اس کے بندوں کو طاغوت کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے دعوت اور جہاد ہے۔ قرآن و سنت ہمیں اس مشن کی طرف بلا رہے ہیں اور ہر سمت سے یہ پکار آرہی ہے یا ایہا الذین امنوا کونوا انصار اللہ اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ۔۔۔ اس پکار کا ایک ہی جواب ہے۔۔۔ نحن انصار اللہ ہم ہیں اللہ کے مددگار!

پوری دنیا میں اسلامی تحریکات نے اس پکار پر لبیک کہتے ہوئے یہی جواب دیا ہے اور اپنے رب سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرنے کے لیے جان اور مال کی بازی لگا دی ہے۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ:

ہرگز نہیں! قسم اللہ کی تم ضرور معروف کا حکم دو اور ضرور منکر سے روکو۔ ظالم کا ہاتھ لانا پکڑ لو اور اس کو ضرور حق کی طرف پھیر دو (ابوداؤد، کتاب الملاحم)۔

اس دعوت کا خلاصہ جماعت اسلامی کے بانی امیر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے ان الفاظ میں قیام جماعت کے وقت بیان کیا تھا اور یہی آج بھی ہمارا اور پوری امت مسلمہ کا نصب العین اور ہدف ہے۔

۱- یہ کہ ہم بندگان خدا کو بالعموم اور جو پہلے سے مسلمان ہیں ان کو بالخصوص اللہ کی بندگی کی دعوت دیتے ہیں۔

۲- یہ کہ جو شخص بھی اسلام قبول کرنے یا اس کو ماننے کا دعویٰ یا اظہار کرے اس کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی سے منافقت اور تناقض کو خارج کر دے اور جب وہ مسلمان ہے، بنا ہے، تو مخلص مسلمان بنے اور اسلام کے رنگ میں رنگ کر یک رنگ ہو جائے۔

۳- یہ کہ زندگی کا نظام، جو آج باطل پرستوں اور فساق و فجار کی رہنمائی اور قیادت و فرماں روائی میں چل رہا ہے اور معاملات دنیا کے نظام کے زمام کار جو خدا کے باغیوں کے ہاتھ میں آگئی ہے ہم یہ دعوت دیتے ہیں کہ اسے بدلا جائے اور رہنمائی و امامت نظری و عملی دونوں جیٹوں سے مومنین و صالحین کے ہاتھ میں منتقل ہو۔ (دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات، ص ۱۳-۱۴)

پاکستان اور امت مسلمہ ہی نہیں پوری انسانیت کی نجات کا انحصار بندگی رب کی اس دعوت کی کامیابی